جناب محمد یونس مینو
اسسٹنٹ پروفیسر، ڈسکہ

سنن ابنِ ماجہ کا فنی مطالعہ

(مقام و مرتبہ)

''سنن ابن ماجہ'' امام ابوعبداللہ بن یزید بن ماجہ (۱) قزوینی (۲) کی تصنیف ہے۔ ابن ماجہ کی ولادت با سعادت جیسا کہ خود ان کی زبانی ان کے شاگرد جعفر بن ادریس نے اپنی تاریخ میں نقل کیا ہے ۲۰۹ھ میں واقع ہوئی جو ۸۲۴ء کے مطابق ہے۔ (۳) ابن ماجہ کی زندگی کے عام حالات بالکل پردہ اخفا میں ہیں۔ اور خاص طور پر ان کے بچپن کے متعلق کچھ معلوم نہ ہوسکا ہے۔ (۴) تاہم قیاس کیا جاتا ہے کہ آپ نے اپنی تعلیم کا آغاز قرآن سے کیا ہوگا بعد ازاں آپ نے اپنے مولد مسکن جو ان دنوں علم حدیث کی درس گاہ بن چکا تھا سے ہی اپنی تعلیم کا آغاز کیا ہوگا۔ تحصیل علم کے لئے آپ نے عرب و عجم کے تمیں شہروں کی خاک چھانی ان تمام شہروں میں آپ نے جن محدثین اور اساتذہ سے تلمذ کیا ان کی کچھ تفصیل مولانا عبدالرشید نعمانی نے اپنی کتاب میں بیان کی ہے۔ (۵) ڈاکٹر خالد محمود صاحب نے اس ضمن میں امام مالکؒ اور امام لیث مصری کے تلامذہ کا خاص طور پر ذکر کیا ہے۔ (۶) مولانا نعمانی نے اپنی کتاب کے آخر میں حافظ جمال الدین مزی کے حوالہ سے آپ کے تلامذہ کی تعداد دس بیان کی ہے۔ نیز ''وآخرون'' کے لفظ کے ذریعہ اس تعداد میں اضافہ کا عندیہ بھی دیا ہے (۷) 'اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ'' کے مقالہ نگار نے ابن ماجہ اور ان کی سنن پر کچھ مزید اور نئی معلومات فراہم کی ہیں۔ مقالہ اگرچہ مختصر ہے لیکن اس کی علمی اور تحقیقی حیثیت سے انکار ممکن نہیں ہے۔ اکثر مصنفین نے آپ کے فقہی مسلک کے بارے میں خاموشی اختیار کی ہے۔ مولانا عبدالحمید سواتی نے لکھا ہے کہ آپ کا مسلک متعین نہ ہوسکا۔ البتہ مولانا انور شاہ کشمیری کے حوالہ سے لکھا ہے کہ ابن ماجہ ''شافعی'' تھے (۸)۔

امام ابن ماجہؒ ۲۲ رمضان ۲۷۳ھ/ ۱۸ فروری ۸۸۶ء کو جب کہ المعتمد علی اللہ کا عہد خلافت تھا بعمر ۶۴ برس فوت ہوئے۔ محمد بن الاسود القزوینی اور الطرائفی ایسے شعرا نے ان کے مرثیے لکھے (۹) اس حساب سے آپ نے اصحاب صحاح ستہ کا زمانہ پایا۔ مولانا نعمانی کی مرتب کردہ جدول کے مطابق محدثین عظام امام یحییٰ بن معین (متوفی ۲۲۳ھ) امام احمد بن حنبلؒ (۲۴۱) امام مسلم (۲۶۱ھ) امام بخاری (۲۵۶ھ) کی وفیات کے وقت ابن ماجہ کی عمر بالترتیب ۱۴، ۳۲، ۴۷ اور ۵۲ سال بنتی ہے۔ امام ابوداؤد آپ سے سات سال پہلے پیدا ہوئے۔ اور دو سال بعد فوت ہوئے۔ گویا ابن ماجہ نے ان کی کامل معاصرت پائی۔ ایسا ہی امام ترمذی کے بارے میں لکھا ہے (۹ا) کہتے ہیں کہ

ارباب صحاح ستہ نے اسی معاصرت کی وجہ سے اپنی اپنی کتب میں ان سے کوئی روایت نہیں کی۔ (۱۰)

ارباب صحاح ستہ اور ابن ماجہ:

صحاح ستہ اور سنن ابن ماجہ کا تقابلی جائزہ ایک ضخیم اور محنت طلب کام ہے اور کم از کم ان چند صفحات میں یہ قریب قریب ناممکن ہے۔ بہر حال اس ضمن میں جو اولین سوال محدثین کرام کی بحث کا مرکز بنا ہوا ہے وہ یہ ہے ''صحاح ستہ میں سنن ابن ماجہ کا شمار'' ڈاکٹر خالد محمود رقمطراز ہیں کہ علماء حدیث میں اختلاف رہا ہے کہ صحاح ستہ میں چھٹی کتاب کونسی ہے (۱۱) مولانا نعمانی نے لکھا ہے:

''حافظ ابن السکن نے اسلام کی بنیادی کتابیں چار بتائی تھیں، اسی طرح ابن مندہ نے بھی مخرجین صحاح میں امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد اور امام نسائی ہی کے ذکر پر اکتفا کیا ہے۔ بعد کو حافظ ابو طاہر سلفی نے جامع ترمذی کو بھی مذکورہ بالا چاروں کتابوں کے ساتھ شمار کر کے تصریح کی کہ ان پانچوں کتابوں کی صحت پر علماء مشرق و مغرب کا اتفاق ہے حتی کہ ابن صلاح (۶۴۲ھ) اور علامہ نووی ۶۷۲ھ نے بھی امام ابن ماجہ کو نظر انداز کر دیا ہے۔ (۱۲)

سنن ابی ماجہ اور موطأ امام مالک:

بعض ائمہ حدیث نے سنن ابن ماجہ کی جگہ ''موطا امام مالک'' کو لیا ہے، مشہور محدث زین بن معاویہ عبدری القسطی المتوفی (۵۲۵ھ) نے کتاب التجرید میں جن چھ کتابوں کی تجرید کی ہے ان میں چھٹی کتاب ''موطا امام مالک'' ہے۔ علامہ ابن اثیر جزری المتوفی ۶۰۰ھ نے بھی اپنی مشہور و معروف کتاب ''جامع الاصول'' میں چھٹی کتاب مؤطا ہی کو رکھی ہے۔ (۱۳) محدث مبارک بن محمد المعروف ابن الاثیر جزری المتوفی ۶۰۰ھ نے بھی اپنی مشہور و معروف کتاب ''جامع الاصول'' میں محدث رزین ہی کی رائے کو ترجیح دی ہے اور اس سے ابن ماجہ سے اس کتاب میں کوئی روایت درج نہیں کی۔ (۱۴)

سنن ابن ماجہ اور دارمی:

ابن ماجہ اور موطأ کے بعد محدثین نے یہ بحث بھی اٹھائی ہے کہ چھٹی کتاب ابن ماجہ ہے یا کہ ''دارمی'' (۱۵) امام سعید العلائی (۱۷۷ھ) سنن دارمی کو چھٹی کتاب کا درجہ دینا چاہتے ہیں۔ حافظ ابن حجر بھی دارمی ہی کو چھٹی کتاب کے طور پر شامل کرتے ہیں۔ (۱۶) چنانچہ مولانا نعمانی ابن حجر سے اقتباس کرتے ہیں:

''شیخ الاسلام (حافظ ابن حجر) کا بیان ہے کہ دارمی کی کتاب مرتبہ میں ''سنن اربعہ'' سے کم نہیں۔ بلکہ اگر س کو کتب خمسہ کے ساتھ ملا دیا جائے تو ابن ماجہ کی نسبت بہ اولیٰ ہے، کیونکہ وہ سنن ابن ماجہ سے کہیں بڑھ کر ہے'' (۱۷)

یکن متاخرین نے اپنا فیصلہ ابن ماجہ کے حق میں دیا ہے۔ مولانا نعمانی اس بحث کو تمام کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''موطا کو مقدم رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں بہت سے زائد حدیثیں ہیں جس کی وجہ سے اس کی افادیت

بڑھ گئی۔[18] اسی طرح دارمی کے بارے میں لکھا ہے ''بہرحال دارمی کی کتاب کو سنن ابن ماجہ پر فوقیت ہو یا نہ ہو لیکن اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ صحاح ستہ کی بزم میں دارمی کو بار نہ مل سکا اور مدت ہوئی کہ چھٹی کتاب کی جگہ سنن ابن ماجہ سے پُر ہو چکی ہے۔[19]

بہ اعتبار صحت سنن ابن ماجہ کا درجہ:

ابن ماجہ کا شمار صحاح ستہ میں تو ہو گیا لیکن ان کتب میں یہ سب سے آخر میں رکھی گئی ہے۔ لہذا متاخرین کی جن کاوشوں کی وجہ سے اس کتاب کو صحاح ستہ میں جگہ ملی وہ بھی اس کی وجہ مولانا نعمانی نے یہ بیان کی ہے۔ ''چونکہ سنن ابن ماجہ میں کتب خمسہ کی بہ نسبت ضعیف حدیثیں زیادہ ہیں اسلئے اس کا درجہ بھی صحاح ستہ میں سب سے فروتر ہے[20]

مولانا عبدالصمد صارم کہتے ہیں کہ سنن ابن ماجہ صحاح ستہ میں چھٹے نمبر کی اور طبقات کتب حدیث میں طبقہ سوم کی کتاب ہے[21] اردو دائرہ معارف اسلامیہ'' کے مقالہ نگار نے لکھا ہے۔ ''ابن ماجہ کی سب سے اہم تصنیف ان کی سنن ہے جس میں ۴۳۴۱ احادیث ہیں۔ ان میں سے ۳۰۰۲ حدیثیں تو وہ ہیں جو صحاح کی باقی کتابوں میں موجود ہیں اور باقی ۱۳۳۹ حدیثیں ایسی ہیں جو زوائد ابن ماجہ ہیں[22] غالباً انہیں زوائد کے بارے میں ڈاکٹر خالد محمود صاحب نے لکھا ہے کہ سنن ابن ماجہ کی ایک ہزار کے قریب روایات پر جرح ہو سکتی ہے۔[23]

سنن ابن ماجہ میں کچھ ضعیف' منکر' اور موضوع احادیث ذکر کی جاتی ہیں اور بعض محدثین نے اسی بنا پر اسی کو صحاح ستہ میں شامل کرنے سے تامل کیا ہے جن لوگوں نے سنن ابن ماجہ کو صحاح ستہ میں شامل نہیں کیا ان کے نزدیک اس سنن میں بعض احادیث ضعیف اور منکر ہیں۔ بلکہ فضیلت قزوین والی حدیث کے متعلق تو یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ موضوع ہے[24] اردو دائرہ معارف اسلامیہ کے مقالہ نگار نے مزید لکھا ہے۔

''شاہ عبدالعزیز نے ابوزرعہ کی شہادت سے لکھا ہے کہ سنن ابن ماجہ میں ضعیف اور منکر احادیث کی تعداد بیس سے کم ہے اور بعض لوگوں نے یہ تعداد اس سے کچھ اوپر بتائی ہے۔ فُواد عبدالباقی نے یہ تعداد بڑھا کر ۷۱۲ (سات سو بارہ) تک پہنچا دی ہے''[25]

مولانا عبدالرشید نعمانی نے بھی یہ تعداد مختلف حوالہ جات سے دس سے تیس کے اوپر نیچے بیان کی ہے۔ بعد ازاں تبصرہ کیا ہے۔ ''غالباً یہ بیس کے قریب وہی روایتیں ہیں جن کو حافظ ابن جوزی نے موضوعات میں داخل کیا ہے یا دیگر محدثین نے ان میں سے بعض روایات کو موضوع ہونے کی تصریح کر دی ہے۔ ان روایات پر یہ فنی نقطہ نظر سے اپنی عربی تصنیف ''ماتمس الیہ الحاجۃ عن یطاع سنن ابن ماجہ'' میں تفصیل سے بحث کر چکے ہیں۔ رہی بات عام ضعیف روایات کی سو واقعی اس کتاب میں بکثرت ہیں۔[26]

زوائد ابن ماجہ: علماء اصول حدیث میں بعض نے ابن ماجہ کی ہر اس روایت پر جرح کی ہے اور اسے ضعیف کہا ہے جو

صحاح ستہ کی کسی دوسری کتاب میں نہیں ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی کی رائے میں احادیث کی نسبت رجال کے بارے میں ایسا کہنا زیادہ مناسب ہے۔ لیکن مولانا نعمانی ہر دو آراء سے اتفاق نہیں کرتے وہ فرماتے ہیں "لیکن ہمارے استقراء اور تتبع کے اعتبار سے احادیث ایک طرف رجال کے بارے میں بھی کلی طور پر یہ حکم لگا دینا صحیح نہیں"[۲۷]

اپنے اس دعویٰ کے ثبوت میں مولانا نعمانی ابن ماجہ سے تین روایات لاتے ہیں۔ پہلی روایت "باب المنذیل بعد الوضو وبعد الغسل"[۲۸] سے ہے۔ روایت کا مفہوم یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے وضو کرنے کے بعد اپنے ادنیٰ جبہ کو جو آپ کے بدن مبارک پر تھا پلٹ کر اپنے چہرہ مبارک کو پونچھا" مولانا حافظ بوصیری[۲۹] کے حوالہ سے لکھا ہے کہ اس روایت کی سند صحیح ہے اور راوی ثقہ ہیں۔ "اسنادہ صحیح ورواۃ ثقات" مولانا موصوف نے اپنے موقف کی تائید میں دوسری روایت باب الوضو بالصفر[۳۰] سے منتخب کی ہے۔ حضرت ام المومنین[۳۱] کے پاس پیتل کا ایک برتن تھا جس کے متعلق وہ فرماتی ہیں کہ اس میں آنحضرت ﷺ کا سر مبارک (دھوکر) شانہ کیا کرتی تھی" یہ روایت بھی زوائد ابن ماجہ سے ہے۔ اور اس کے بارے میں بھی حافظ بوصیری نے یہی فرمایا ہے۔ "اسنادہٗ صحیح ورواۃ ثقات" مولانا نے یہاں یہ صراحت بھی فرمائی ہے کہ ابراہیم بن محمد عبداللہ بن جحش سے روایت میں امام ابن ماجہ متفرد ہیں اور بقیہ ارباب صحاح ستہ میں سے کسی نے ان سے روایت نہیں کی۔[۳۲] مولانا نعمانی نے تیسری روایت "باب صلوٰۃ الفجر"[۳۳] سے لی ہے۔ مغیث بن سمی کا بیان ہے کہ میں نے عبداللہ بن زبیر کے ساتھ صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھی۔ جب سلام پھیر چکے تو حضرت ابن عمرؓ کی طرف متوجہ ہوا اور ان سے عرض کیا' یہ کیا نماز ہے؟ فرمانے لگے حضورؐ اور حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ کے ساتھ تو ہماری یہی نماز تھی بعد کو حضرت عمرؓ کو گھائل کر دیا گیا تو حضرت عثمانؓ اجالے میں پڑھنے لگے تھے"۔

مولانا نے اس روایت کی پوری سند نقل کی ہے اس روایت میں تیسرے راوی نہیک بن مریم اوزاعی ایسے راوی ہیں جن سے بجز سنن ابن ماجہ کے صحاح ستہ کی اور کسی کتاب میں روایت موجود نہیں۔ حالانکہ حافظ بوصیری اس روایت کے متعلق فرماتے ہیں کہ اسنادہ صحیح" ان تینوں روایات پر تبصرہ کرنے کے بعد مولانا اپنا مسلک اعتدال ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔

"تینوں روایات ہم نے کتاب کے ابتدائی حصہ سے لے کر جو "باب الاذن" تک ہے بطور مثال ذکر کی ہیں اس لئے انصاف یہ ہے کہ امام ابن ماجہ جن رواۃ یا احادیث کے ساتھ متفرد ہیں ان پر کلیۃً تو ضعف کا حکم صادر کر دینا صحیح نہیں ہے ہاں اکثریت کے اعتبار سے درست ہے[۳۴] اسی پس منظر میں مولانا کا یہ استدلال بھی قابل ذکر ہے۔

"یہ واضح رہے کہ ضعیف روایتیں ابن ماجہ کے ساتھ خاص نہیں بلکہ صحاح ستہ کی دوسری کتابوں کو جو صحاح ستہ کہا ہے وہ محض تغلیباً ہے۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ ان کی ہر روایت صحیح ہے۔"[۳۵]

آپ اس کی وضاحت میں صحیح بخاری کے باب "ماجا اذا اقیمت الصلوۃ فلا صلاۃ

الا المکتوبہ" سے ایک حدیث کی یہ سن نقل کی ہے "قال حدثنا جعفر بن اسد قال حدثنا شعبہ قال اخبرنی سعد بن ابراھیم قال سمعت حفص بن عاصم قال سمت رجلا بن الازد یقال لہ مالک بن بحنیہ ان رسول اللہ ﷺ "(۳۵ A)

مولانا نعمانی اس سند پر جرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ شعبہ کی اسناد میں دو غلطیاں ہیں ایک یہ کہ بحینۃ عبداللہ کی والدہ کا نام ہے مالک کی والدہ کا نہیں۔ دوم یہ کہ یہ روایت حضرت عبداللہ بن مالک سے مروی ہے جو مشہور صحابیؓ ہیں ان کے باپ مالک نہیں کیونکہ وہ مشرف بہ اسلام نہیں ہوا تھا۔(۳۶) بخاری ہی کے باب" احداد المراۃ علی غیر زوجھا" سے وہ روایت نقل کی گئی ہے جس میں ابوسفیان کی وفات کی خبر شام سے آئی ہے۔ مولانا نعمانی فرماتے ہیں کہ یہ روایت اگرچہ صحیح ہے مگر اس میں جو یہ مذکور ہے کہ حضرت ام المومنین' ام حبیبہؓ کے والد ماجد حضرت ابوسفیان کی خبر مرگ شام سے آئی غلط ہے۔ حضرت ابوسفیان کا انتقال ۲۲ھ یا ۲۳ھ میں مکہ معظّمہ میں ہوا ہے۔ اسی سے متصل مولانا نعمانی کا سنن ابی ماجہ کا تعدیل میں یہ تاثر بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ برخلاف اس کے امام ابن ماجہ نے اپنی سنن میں اس مضمون کی جتنی حدیثیں نقل کی ہیں ان میں کوئی ایسی قابل اعتراض بات نہیں ہے۔(۳۷) مولانا نعمانی بخاری کے باب ''مناقب عثمانؓ'' سے ایک اور روایت نقل کی ہے جس میں ولید بن عقبہ پر شراب کی حد لگانے کا ذکر ہے۔ اس روایت کے مطابق ولید کو اسّی (۸۰) کوڑے لگائے گئے۔(۳۸) جبکہ ولید کو چالیس (۴۰) کوڑے لگائے گئے تھے۔(۳۹) مولانا نے یہاں یہ وضاحت ضروری سمجھی ہے کہ ابن ماجہ نے اس سلسلہ میں جو روایت اپنی کتاب میں ذکر کی ہے اس پر یہ اعتراض نہیں آتا کیونکہ اس میں کوڑوں کی تعداد کا ذکر نہیں آتا۔(۴۰)

یہ سچ ہے کہ ابن ماجہ صحاح میں فروتر ہے اور رتبہ میں کتب خمسہ کے بعد ہے لیکن صحت کے لحاظ سے یہ ترجیح مجموعی لحاظ سے ہے یہ نہیں کہ کتب خمسہ کی ہر روایت سنن ابن ماجہ کی ہر روایت سے صحت میں زیادہ ہے۔ کیونکہ ابن ماجہ میں بہت سی حدیثیں ایسی ہیں جو کہ صحیح بخاری کی حدیثوں سے بھی اصح ہیں(۴۱)

ثلاثیات ابن ماجہ:

ثلاثیات سے مراد ایسی روایات ہیں جن کی سند میں امام ابن ماجہ اور نبی اکرم ﷺ کے درمیان صرف تین واسطے ہیں سنن ابن ماجہ میں ایسی روایات پانچ ہیں۔(۴۲) جو 'عالی سند' کے اعتبار سے اس کتاب کا بڑا اعزاز ہے۔ یہ پانچوں روایات ایک ہی سند سے مروی ہیں' اس سند میں کثیر بن مسلم راوی پر محدثین نے جرح کی ہے۔(۴۳) سنن ابو داؤد اور جامع ترمذی میں ثلاثیات کی تعداد ایک ایک ہے(۴۴) اور علیحدہ علیحدہ اسناد سے ہیں۔(۴۵) صحیح مسلم اور سنن نسائی میں ایک بھی ثلاثی حدیث نہیں ہے۔(۴۶) البتہ ''جامع البخاری'' میں' بائیس ثلاثیات ہیں(۴۷) امام دارمی کی سند میں ثلاثیات کی تعداد دیگر کتب سے زیادہ ہے۔

سنن ابن ماجہ کی چند اور خصوصیات:

یہ کتاب دو حیثیتوں میں تمام صحاح ستہ میں ممتاز ہے۔ ایک حسن ترتیب یعنی جس خوبی اور عمدگی کے ساتھ احادیث کو باب وار بغیر کسی تکرار کے اس کتاب میں بیان کیا گیا ہے دوسری کتابوں میں نہیں بیان کیا گیا۔

اس کتاب کی دوسری اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس میں تقریباً ایک ہزار احادیث ایسی بیان کی گئی ہے جو صحاح ستہ کی دیگر کتب میں نہیں پائی جاتیں۔ مولانا نعمانی نے اس وجہ سے کہا ہے کہ اس کتاب کی افادیت دیگر کتب سے زیادہ بڑھ گئی ہے۔

زوائد ابن ماجہ کے سلسلہ میں روایات کے بارے میں یہ وضاحت کردی گئی ہے کہ یہ زوائد ابن ماجہ سے ہے اور اس کی سند میں فلاں فلاں راوی ضعیف ہے۔ مثلاً ''باب الایمان'' کی روایت ۶۵ کے ضمن میں راوی عبدالسلام بن صالح ابو الصلت الفروی کے بارے میں یہ جرح موجود ہے۔ "فی الزوائد" إسناد هذا الحديث ضعيف لا تفاقهم على ضعف ابی الصلت الفروی "(۴۷)

اسی طرح باب ذکر الديلم و فضل قزوين " کی دونوں روایات کے ضمن میں اسناد و متن پر جرح موجود ہے (۴۸) مختلف بلاد کی جو مخصوص روایات ہیں انکے بارے میں وضاحت کردی گئی ہے کہ هذا الحديث الرملين ليس الاعندهم "یا" هذا الحديث المصرين "یا "هذا الحديث الرقين (۴۹) وغیرہ۔ بعض احادیث کے ذیل میں ایسے اشارات دیئے گئے ہیں جن سے حضور ﷺ کے زمانے کے حالات و واقعات پر روشنی پڑتی ہے۔

ثلاثیات کے اعتبار سے بھی سنن ابن ماجہ کو ایک خصوصیت حاصل ہے۔ مختصر یہ کہ سنن ابن ماجہ ایک جلیل القدر کتاب ہے (۵۰) اور امام ابن ماجہ ایک عالم متبحر' علامہ ابن کثیر' اپنی مشہور کتاب ''البدایہ والنہایہ'' میں فرماتے ہیں۔

''ان کی یہ کتاب اس بات کو واضح دلیل ہے کہ یہ بہت بڑے عالم متبحر تھے اور ان کو حدیث پر پوری واقفیت تھی اور مسائل اصولیہ اور فروعیہ میں سنت کے متتبع تھے اس کی ساری حدیثیں معدودے چند کے سوا صحیح اور قابل قبول ہیں۔ (۵۱)

ڈاکٹر سعد صدیقی اس کتاب کے بارے میں اپنا تاثر ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔ ائمہ اسماء الرجال کے نزدیک سنن ابن ماجہ کے اکثر رجال ثقہ و عادل ہیں اور آپ کی اس کتاب کو ان حضرات نے اہل علم کے لئے عموماً اور فقہائے محدثین کے لئے خصوصاً نافع و مفید تسلیم کیا ہے''(۵۲)

حواشی و تعلیقات

تاریخ علم حدیث میں آپ اسی نام "ابن ماجہ" سے مشہور ہیں تاہم اس بارے میں اختلاف ہے۔ بعض اسے دادا کا نام سمجھتے ہیں جو صحیح نہیں ہے، بعض کا قول ہے کہ یہ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام ہے۔ (ملاحظہ ہو مولانا عبدالرشید نعمانی کی کتاب "امام ابن ماجہ اور علم حدیث" اصح المطالع آرام باغ، کراچی، سن ندارد، ص ۲) نیز دیکھئے اردو دائرہ معارف اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، ۱۹۶۴ء، جلد اول، ص ۶۷۲۔ مزید ملاحظہ کیجئے۔ مولانا عبدالحمید سواتی سنن ابن ماجہ ترجمہ وشرح "مرتبہ لعل دین" مکتبہ دروس القرآن، گوجرانوالہ، طبع اول نومبر ۱۹۹۷، ص ۱۳۔ ابن ماجہ کے حالات زندگی" کے لئے مولانا گل محمد رئیس کا مضمون "امام ابن ماجہ" مطبوعہ ماہنامہ "الابار" گوجرانوالہ، جلد نمبر ۱، شمارہ ۸ مئی ۲۰۰۱، ص ۱۸

۲۔ قزوین کی طرف نسبت ہے جو عراق عجم کا مشہور شہر ہے۔ (امام ابن ماجہ اور علم حدیث، ص ۴) ڈاکٹر خالد محمود صاحب نے اپنی کتاب "آثار الحدیث" میں قزوین کو ایران کا شہر قرار دیا ہے (آثار الحدیث، دار المعارف، لاہور، اشاعت اول ۱۹۸۸ء جلد دوم)

۳۔ امام ابن ماجہ اور علم حدیث، ص ۹، مولانا محمد حنیف ندوی نے دو تاریخیں لکھی ہیں ۲۰۷ھ اور ۲۰۹ھ ملاحظہ ہو آپ کی تصنیف "مطالعہ حدیث" ادارۂ ثقافت اسلامیہ، لاہور، طبع دوم، ۱۹۸۷، ص ۲۱۳۔

۴۔ امام ابن ماجہ اور علم حدیث، ص ۹، اس ضمن میں اکثر مصنفین نے اسی کتاب سے استفادہ کیا ہے۔ چنانچہ کم وبیش حضرات نے یہی لکھا ہے کہ ابن ماجہ کے حالات خاص طور پر بچپن پردہ اخفا میں ہیں۔

۵۔ امام ابن ماجہ اور علم حدیث، ص ۹ ۶۔ آثار الحدیث، جلد دوم، ص ۳۲۶

۷۔ امام ابن ماجہ اور علم حدیث ص ۱۰ ۸۔ مولانا عبدالحمید سواتی، ترجمہ وشرح ابن ماجہ، ص ۱۷

۹۔ اردو دائرہ معارف الاسلامیہ، لاہور، جلد اول ص ۶۷۲ ۹A۔ امام ابن ماجہ اور علم حدیث ص ۹

۱۰۔ مولانا وحید الزمان خان "سنن ابن ماجہ (مترجم) اہلحدیث اکادمی، لاہور، سن ندارد، جلد اول، ص ۱۷

۱۱۔ آثار الحدیث، جلد دوم، ص ۳۲۷

۱۲۔ امام ابن ماجہ اور علم حدیث، ص ۲۳۲، ۲۳۳، یہ حوالہ مولانا نعمانی نے "مقدمہ ابن صلاح" مطبوعہ حلب، ص ۳۸۷۔ اور فتح المغیث کی مدد سے اس پر حواشی تحریر کئے ہیں" یہ ان مقاصد سے خالی ہے جن پر مصنفین کتب خمسہ نے بڑی توجہ دی ہے اور جن پر غور و تدبر سے محدث کو مشق ہوتی ہے۔ خاص طور پر جبکہ اس میں نہایت ضعیف بلکہ منکر حدیثیں ہیں (امام ابن ماجہ اور علم حدیث ص ۲۳۳)

۱۳۔ آثار الحدیث، جلد دوم ص ۳۲۷ ۱۴۔ امام ابن ماجہ اور علم الحدیث، ص ۲۳۴

۱۵۔ ڈاکٹر خالد علوی، "حفاظت حدیث" المکتبہ علمیہ، لاہور، فروری ۱۹۹۲ء ص ۲۴۵

۱۶۔ آثار الحدیث، جلد دوم ص ۳۲۷ ۱۷۔ امام ابن ماجہ اور علم حدیث، ص ۲۳۵

۱۸۔ امام ابن ماجہ اور علم حدیث، ص ۲۳۴ ۱۹۔ امام ابن ماجہ اور علم حدیث، ص ۲۳۷

۲۰۔ امام ابن ماجہ اور علم حدیث، ص ۲۴۲

۲۱۔ مولانا عبدالصمد صارم، تاریخ الحدیث'' مکتبہ معین الادب، لاہور، ۹ نومبر ۱۹۶۳، ص ۲۲۰

۲۲۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جلد اول، ص ۳۲۸

۲۳۔ آثار الحدیث، جلد دوم، ص ۳۲۸

۲۴۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جلد اول، ص ۶۷۳

۲۵۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جلد اول، ص ۶۷۳

۲۶۔ امام ابن ماجہ اور علم حدیث، ص ۲۳۹

۲۷۔ امام ابن ماجہ اور علم حدیث، ص ۲۳۹

۲۸۔ پورے متن کے لئے ملاحظہ ہو ''سنن ابن ماجہ'' عیسیٰ البابی الحلبی وشرکتہ، مصر، سن ندارد، الجزء اول، ص ۲۶

۲۹۔ حافظ شہاب الدین بوصیری المتوفی (۸۴۰ھ) ہیں آپ نے روائد ابن ماجہ پر ایک مستقل کتاب تصنیف کی ہے۔ جس میں ہر روایت کی اسناد کے متعلق اس کی صحت وضعف کو بیان کر دیا ہے۔ یہ کتاب اگرچہ ناپید ہے لیکن خوش قسمتی سے محدث ابوالحسن سندی نے اپنی شرح ابن ماجہ میں اس سے تمام ضروری چیزیں نقل کر دی ہیں (امام ابن ماجہ اور علم حدیث، ص ۲۴۱)

۳۰۔ ملاحظہ فرمائیں ''سنن ابن ماجہ'' جلد اول

۳۱۔ حضرت زینب بنت جحشؓ

۳۲۔ امام ابن ماجہ، علم حدیث، ص ۲۴۰۔

۳۳۔ ملاحظہ فرمائیں۔ سنن ابن ماجہ۔

۳۴۔ امام ابن ماجہ اور علم حدیث ص ۲۴۱

۳۵۔ امام ابن ماجہ اور علم حدیث ص ۲۴۱

A ۳۵۔ صحیح البخاری، دار الاشاعت، کراچی، باب الاذان، ص ۲۳۳

۳۶۔ امام ابن ماجہ، علم وحدیث، ص ۲۴۴

۳۷۔ امام ابن ماجہ، علم وحدیث، ص ۲۴۴

۳۸۔ صحیح البخاری، جلد دوم، کتاب الانبیاء، ص ۴۷۰

۳۹۔ امام ابن ماجہ اور علم حدیث، ص ۲۴۴

۴۰۔ امام ابن ماجہ اور علم حدیث، ص ۲۴۴

۴۱۔ امام ابن ماجہ اور علم حدیث، ص ۲۴۲

۴۲۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جلد اول، ص ۶۷۸

۴۳۔ آثار الحدیث، جلد دوم، ص ۳۲۶۔۳۲۷

۴۴۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جلد اول، ص ۶۷۸

۴۵۔ آثار الحدیث، جلد دو، ص ۳۲۶

۴۶۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جلد اول، ص ۶۷۸

A۴۶۔ آثار الحدیث، جلد دوم، ص ۳۲۷

۴۷۔ سنن ابن ماجہ، الجزء الاول، ص ۲۶

۴۸۔ سنن ابن ماجہ، الجزء الثانی، ص ۹۲۸، ۹۲۹

۴۹۔ امام ابن ماجہ، اور علم الحدیث، ص ۲۴۲

۵۰۔ امام ابن ماجہ، اور علم الحدیث، ص ۲۳۱

۵۱۔ ابن کثیر، علامہ حافظ ابوالفداء عماد الدین، تاریخ ابن کثیر'' البدایہ والنہایہ) نفیس اکیڈیمی، کراچی، طبع اول، فروری ۱۹۸۹، جلد ۱۱، ص ۱۶۱

۵۲۔ محمد سعد صدیقی ڈاکٹر، ''علم حدیث اور پاکستان میں اس کی خدمت'' شعبہ تحقیق قائد اعظم لاہوری، لاہور، طبع اول، ۱۹۸۸ء ص ۲۹۹۔